بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جانؒ کی المناک شہادت

رمضان المبارک کی روح پرور مسرتیں اور مقدس ساعتیں اس وقت غم واندوہ میں تبدیل ہوگئیں جب پاکستانی قوم کو اس المناک حادثہ کی خبر نے ہلا کر رکھ دیا۔ ابھی تو لال مسجد کے شہیدوں کا خون بھی خشک نہیں ہوا تھا اور ابھی اس حادثہ کے غم سے قوم نڈھال تھی کہ ایک اور قیامت نما حادثہ نے رہی سہی صبر و ہمت کی متاع اور تسلیم و رضا کی جمع پونجی ایک بار پھر لوٹ لی۔ یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان نوراللہ مرقدہ کی شہادت تھی۔ مولاناؒ صوبہ سرحد، پاکستان اور عالم اسلام کے نہایت ہی قابل احترام، ممتاز بزرگ، مذہبی وسیاسی رہنما، ہشت پہلو ہستی اور طبقہ علماء اور عوام الناس ہر دو میں ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ مولاناؒ جیسی بے ضرر، معمر، علمی وروحانی شخصیت پھول کے وار کی بھی سزاوار نہ تھی۔ نہ جانے کس طرح درندہ صفت قاتلوں نے حضرت مولاناؒ کو عین غروب آفتاب کے وقت روزہ کی حالت میں پے درپے فائر کر کے شہید کر دیا۔ مولاناؒ نے تشہد کی صورت میں بیٹھ کر اپنی ناتواں جاں کا نذرانہ خالق ارض وسماء کے حضور پیش کر دیا اور یوں بوقت شہادت ہیئت نماز اختیار کر کے بندگی کا حق ادا کر دیا۔

حضرت مولاناؒ کی اس ضعیف العمری میں اس قدر بہیمانہ قتل نے صوبہ سرحد اور خصوصاً علماء، طلباء کے اذہان کو شل کر دیا۔ کیونکہ مولاناؒ اس گئے گزرے دور میں ایک گوہر نایاب تھے۔ آپؒ علمی وتدریسی صلاحیتوں کے ایسے دریائے بے کنار تھے جو تقریباً پچاس برس تک علم وفن اور حدیث وسنت کے پیاسوں کی تشنگی بجھاتے رہے۔ مولانا مرحوم کی صفات اور کمالات ان گنت تھے۔ قلم اور دل حیراں و پریشاں ہیں کہ کس کس صفت کا ذکر کیا جائے اور کس کس کمال کے ضیاع پر ماتم کیا جائے۔ یوں بھی مسلسل نامور علماء اور مذہبی شخصیات کی پے درپے شہادتوں نے اس ملک کو علماء کے لئے ایک قتل گاہ بنا دیا ہے۔ مولانا مرحوم گزشتہ ۲۰۔۲۵ برس سے مسجد درویش پشاور سے وابستہ تھے۔ یہیں آپ نے سارے عرصہ میں حدیث کا درس یکسوئی کے ساتھ دیا۔ اور اسی مسجد کے آپ خطیب بھی تھے۔ اس سے قبل آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں تقریباً ڈھائی تین برس احادیث کی بڑی اہم کتب پڑھائیں۔ آپ حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کی خصوصی دعوت پر دارالعلوم تشریف لائے۔ مولانا مرحوم کی حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کے ساتھ گہری عقیدت تھی۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ آپ کے بڑے بے تکلفانہ مراسم تھے۔ مدینہ منورہ میں زمانہ طالب علمی میں ان حضرات کی علمی مجلسیں سجتی تھیں جو بعد میں زندگی بھر رشتہ اخلاص و وفا کی صورت میں قائم رہیں۔ راقم اور برادرم محترم مولانا حامد الحق جو اُس وقت بچے تھے۔ تو حضرت ہمارے ساتھ انتہائی پیار محبت

اور شفقت کا مظاہرہ فرماتے تھے اور آخر تک شفقت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ راقم کی ناپختہ تحریریں جب بھی آپکی نظر سے گزرتیں تو آپ اپنے پاکیزہ اور نیک خواہشات کا اظہار فرماتے۔ جو حوصلہ افزائی اور اصاغر پروری کی عظیم مثال ہے۔

آپ کا طریقہ تدریس مثالی اور منفرد تھا۔ دوران درس آپ ایسے ایسے نکات فرماتے کہ عقل اس فصاحت و بلاغت پر عش عش کر اٹھتی۔ معلومات کا تو گویا آپ ایک گنجینہ تھے۔

خصوصاً تاریخ اور عربی ادب پر تو آپ کی بڑی گہری نظر تھی۔ آپ ایک بے نظیر مورخ تھے' یہی وجہ تھی کہ ماضی کے تجربات کی بناء پر آپ انتہائی دور اندیش وسیع المشرب اور معتدل مزاج کی حامل شخصیت تھے۔ مختلف قومی و ملی مسائل پر آپ نے ہمیشہ دوٹوک موقف اپنایا۔ نہ کبھی غیروں سے دبے اور نہ کبھی اپنوں کی بے جا ناز برداریاں برداشت کیں۔ الغرض جس موقف کو صحیح سمجھا اس پر زندگی بھر عمل پیرا رہے۔ شاید یہی صفت ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ اور عوام بھی اسی بناء پر آپ کے گرویدہ اور معتقد بن گئے تھے۔ صوبہ سرحد بالخصوص چارسدہ جو عوامی نیشنل پارٹی کا مضبوط گڑھ ہے' اور اس کے رہنما خان عبدالولی خان جیسی قد آور سیاسی شخصیت کا آپ جیسے قلندر اور آزاد منش عالم دین کے ہاتھوں شکست کھانا اور سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرنا آپ ہی کی سحر انگیز شخصیت کا انفرادی کرشمہ تھا۔

مولانا مرحوم اس گئے گزرے دور میں مسند حدیث کی وہ منفرد شمع فروزاں تھے جس کی ضیا پاشیوں اور نورانی کرنوں نے ایک عالم کو منور کیے رکھا۔ افسوس مسند حدیث کی رونقیں ماند پڑ گئیں اور وہ خوبصورت حسین و جمیل نفیس الطبع خورشید علم خاک تیرہ میں روپوش ہوگیا۔ ؎ جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

افسوس آپ کے قتل کے متعلق اتنی متضاد آراء اور منفی پروپیگنڈے کیے جارہے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ

ع جیسے تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے...... حقائق اور قاتلوں کو تلاش کرنا مرکزی اور صوبائی دونوں حکومتوں کی اہم ذمہ داری ہے' افسوس آج دس دن سے زائد ہونے کو ہیں اور مولانا مرحوم کے قاتل ابھی تک پردۂ اخفاء میں ہیں۔ یہ امر اور بھی تکلیف دہ ہے کہ مولانا مرحوم جو ایم اے کی مرکزی اور صوبائی حکومت کے خصوصی معاون اور سرپرست تھے۔ انہی کی حکومت میں بیدردی کے ساتھ شہید کردیئے گئے جو کہ نہایت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔ صوبہ سرحد اور خصوصاً پاکستان کے حالات بدقسمتی سے ہر لحاظ سے ناگفتہ بہ ہورہے ہیں اور کچھ بیرونی طاقتیں اس صورت حال کو مزید بگاڑ کی طرف لے جارہی ہیں۔ مولانا مرحوم کا قتل بھی ایک بہت بڑی گہری عالمی سازش کا حصہ ہے اس کے عواقب اور نتائج انتہائی خطرناک اور بھیانک ہوسکتے ہیں۔ یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ نامعلوم قاتلوں نے مولانا کے قتل سے علماء و مجاہدین کے درمیان غلط فہمی پیدا کرنے کی بھی کوشش کی ہے تاکہ دونوں طبقوں میں انتشار اور تفرقہ ڈالا جاسکے۔ آخر میں ہم مولانا مرحوم کے چاروں صاحبزادگان اور پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہیں کہ دارالعلوم حقانیہ اس کو اپنا غم سمجھتا ہے۔ ؎ داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے